بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قیامت جو بیت گئی، قیامت جو آنے والی ہے!

جماعت اہل حدیث کی سلامتی کی راہ ــــ اتفاق و اتحاد

تیئس[۲۳] مارچ کی رات ظلمتوں کا پیغام لے کر آئی تو چوبیس[۲۴] مارچ کا سورج خون میں نہا کر نکلا ــــ صبح صبح خبر ملی کہ رات اہل حدیث کے جلسہ میں بم کا دھماکہ ہوا، ۶ افراد موقع پر شہید ہو گئے، ۱۰۰ کے قریب زخمی ہوئے جنہیں میو ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں داخل کر دیا گیا ہے ــــ مزید یہ کہ مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر کی حالت نازک ہے۔

ــــ یہ رُوح فرسا اور ہولناک خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیلی اور ہر طرف کہرام مچ گیا ــــ ہسپتال پہنچ کر یوں معلوم ہوا، گویا قیامت صغریٰ بپا ہے۔ ایمرجنسی وارڈ اور اس کے قرب و جوار آہوں، سسکیوں اور اشکوں سے معمور تھے ــــ مجروحین کو دیکھا تو ہر طرف خون ہی خون، زخمی چہرے، کٹے پھٹے لہو لہان جسم ــــ کچھ ابدی نیند سوئے ہوئے، کچھ طویل بیہوشیوں کی نذر، کچھ موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا ــــ یہ کوئی معمولی واقعہ تو نہ تھا، جماعت اہلحدیث کی تاریخ کا ہولناک ترین، اندوہناک حادثہ تھا۔ چنانچہ ہسپتال میں ہر طرف لواحقین، اعزہ و اقربا، اور غمزدگان کے ہجوم نظر آتے تھے ــــ ہر آنکھ اشکبار، ہر دل بے قرار، ہر سینہ سینہ فگار، ہر لب لبِ دُعاگو، ہر نقش فریادی اور ہر چہرہ سوالیہ نشان، کہ یہ کس نے آگ لگائی میرے خرمن کو؟ ــــ نہ دعائیں کرنے والوں نے کوئی کسر اٹھا رکھی اور نہ دوا کرنے والوں نے، ہسپتال کے عملے نے بلاشبہ ہمدردیوں کی انتہا کر دی، لیکن رہروانِ عالمِ بقا کو آج تک بھلا کون روک سکا ہے؟ ــــ جانے والے چلے ہی گئے ــــ ادھر

سہ پہر کو مولانا عبدالخالق قدوسی، محمد خان نجیب اور شیخ احسان الحق کے جنازے اٹھے، ادھر مغرب کے قریب اعلان ہُوا، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی بھی چل بسے ـــــ دوسرے دن کاموں کی میں اس مردِ آہن کا جنازہ کیا اٹھا، کتابِ حیات میں حق گوئی و بے باکی اور صبر و استقامت کا ایک زریں باب ہی ختم ہو گیا ـــــ ان کی رحلت کے بعد باقی مجروحین کی صحت اور علامہ احسان الٰہی ظہیر کی جان بچ جانے کی کچھ امید پیدا ہو چلی تھی، لیکن میدانِ خطابت کا یہ شہسوار شاید حرمِ نبویؐ پہنچ جانے ہی کے انتظار میں تھا، یہ پاکستان سے رخصت کیا ہُوا، اس دنیا ہی سے رخصت ہو گیا ـــــ یوں جراٗت و عزیمت، جوانمردی و دلیری، اور جاں سپاری و سرفروشی کی یہ داستان بھی تمام ہوئی ـــــ آہ، مولانا عبدالخالق قدوسی، محمد خان نجیب، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور دیگر شہداء، ان کو مرحوم لکھتے وقت کلیجہ منہ کو آتا ہے، دل میں اِک ہُوک سی اٹھتی ہے، یقین ہی نہیں آتا کہ یہ ہم سے بچھڑ گئے ـــــ اور جب کبھی اس تلخ حقیقت کا ادراک ہوتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے، گویا زندگی میں کوئی دلچسپی ہی باقی نہ رہ گئی ہو ـــــ آہ، موت کے بے رحم ہاتھوں نے گلشنِ حیات سے یہ چند پھول اس بے دردی سے توڑے ہیں کہ پورا گلشن ہی بے رونق ہو کر رہ گیا ہے ـــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط ـــــ ؏

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

جماعت اہلِ حدیث پر قیامتیں بیت گئیں اور رنج و الم کے کوہِ گراں ٹوٹ پڑے ہیں ـــــ یارو، اس سے بڑھ کر ظلم و ستم اور کیا ہو گا کہ جمعیت اہلِ حدیث کی تقریباً پوری قیادت ہی کو بم سے اڑا دیا گیا ہے ـــــ لیکن جان و مال کی حفاظت کے ذمہ داران کی ڈھٹائی کی انتہا دیکھئے۔ اعلان ہوتا ہے، "ملک میں امن و امان کی مجموعی صورتِ حال اطمینان بخش ہے!" ـــــ اسے کہتے ہیں، زخموں پر نمک پاشی کرنا! ـــــ رعایا اجڑ جائے، لٹ جائے، برباد ہو جائے، لیکن ان کی کرسی سلامت رہے تو راوی چین ہی چین لکھتا ہے ـــــ ہاں اگر اس کرسی کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو مجرم پاتال سے بھی برآمد کئے جا سکتے ہیں! ـــــ مجرموں کی گرفتاری کے سلسلہ میں پہلے انتہائی متضاد قسم کے غیر ذمہ دارانہ اور مضحکہ خیز بیانات سامنے آتے رہے، یوں جیسے مذاق کیا جا رہا ہو ـــــ تمسخر اڑایا جا رہا

ہو ــــ اور اب، ویسے ہی چُپ سادھ لی گئی ہے ــــ بس دوسرے تیسرے روز زخموں کو ہرا کرنے کے لیئے تھوڑی سی شتر زنی کر لی جاتی ہے ــــ اسی کو کہتے ہیں کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری! ــــ اور یہاں تو کئی جانیں چلی گئیں، کہ ان میں ایک سے ایک بڑھ کر یگانہ تھا ــــ ایک سے ایک بڑھ کر فرزانہ، ایک سے ایک بڑھ کر دُرِ نایاب، اپنی اپنی ذات میں پوری ایک انجمن ــــ شاید حکومت کو ابھی تک یہ احساس نہیں ہو سکا کہ جماعت اہلِ حدیث کا یہ کس قدر عظیم نقصان ہے، بلکہ پوری ملّتِ اسلامیہ کا کتنا بڑا المیہ! ــــ ایسی منتخب روزگار ہستیاں بھلا کہیں روز روز پیدا ہوتی ہیں؟ ہاں ایسے نایاب اور قیمتی لعل و گہر کسی قوم کو صدیوں بعد میسر آتے ہیں ــــ علاوہ ازیں یہ سب علمائے دین تھے، اور "مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ" کے مصداق یہ چند شخصیات کا قتل نہیں، پوری دنیائے اسلام کا قتل ہے ــــ پھر اہلِ حدیث اس واقعہ کو سرد خانے میں ڈالنے کی اجازت کیوں دیں گے؟ چنانچہ پیمانۂ صبر لبریز ہو کر چھلک بھی سکتا ہے، انتقام کا آتش فشاں پھٹ بھی سکتا ہے، لاوا جو پک رہا ہے، بہہ بھی سکتا ہے۔ لہٰذا مذاق چھوڑ، حکومت کو سنجیدگی سے یہ سوچنا ہوگا۔ اور خود جماعت کا بھی یہ احساس شدید سے شدید تر ہوتا چلا جا رہا ہے کہ آخر جماعت اہلِ حدیث پر ہی یہ "کرم فرمائیاں" کیوں ہیں؟ ــــ یہ وہی جماعت ہے کہ اس کے اسلاف نے اس ملک کے لئے بے شمار قربانیاں دی ہیں، یہ ملک آنِ واحد میں وجود میں نہیں آ گیا تھا بلکہ اس کی تعمیر و تشکیل، جد و جہدِ آزادی کی تمام تر اور طویل داستان سے عبارت ہے، جسے تاریخ کے صفحات سے محو نہیں کیا جا سکتا ــــ یہی تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ آزادی کی خاطر اس جماعت نے جہاں دار و رسن کی سختیاں جھیلیں اور عبور دریائے شور کی کٹھنائیاں برداشت کی ہیں، وہاں کالے پانیوں تک کے ذائقے بھی اس نے چکھے ہیں ــــ پھر اس ملک کی تشکیل کے بعد بھی جماعت کی اس سے وفاداری اور محبت شک و شبہ سے بالاتر رہی ہے ــــ تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت ہو یا تحریکِ نظامِ مصطفےٰ، ہر دور میں اس کے جیالوں نے ہراول دستے کے طور پر کام کیا ہے ــــ خود جنرل ضیاء الحق کی حمایت میں بھی اہلِ حدیث محض اس لیئے پیش پیش رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی آمد آمد کے اعلان کے ساتھ ہی یہاں کتاب و سنت کی حکمرانی کی نوید سنائی تھی ــــ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ اس ملکِ پاکستان کا ہر تاریخی حیثیت کا حامل دن، اسی دورِ حکومت میں، جماعت اہلِ حدیث کے لیئے نِت نئے حوادث کا پیغام

لے کر آتا ہے، اور اس کا کوئی نوٹس بھی نہیں لیا جاتا؛ —— سب سے پہلے ۶ ستمبر (یوم دفاع) کو مولانا فیض عالم صدیقی پر قاتلانہ حملہ ہوا، وہ جانبر نہ ہو سکے، لیکن قاتلوں کا آج تک کوئی نام و نشان نہ ملا —— اس کے بعد ۱۴ اگست (یوم آزادی) کو مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی کو خنجروں سے گھائل کیا گیا، زندگی کے کچھ روز ابھی باقی تھے کہ بچ گئے، ورنہ ظالموں نے جان سے مار دینے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی —— یہ قاتلانہ حملہ آور آج بھی دندناتے پھر رہے ہیں! —— اور اب ۲۳ مارچ کو، جو یوم پاکستان ہے —— شہر لاہور میں، جو قرارداد پاکستان کا امین ہے —— مینار پاکستان کے دامنوں میں، جو اس ملک کی آزادی کا نشان ہے، اور جس کے بالکل سامنے اس ملک کی نظریاتی بنیاد کلمۂ توحید و رسالت "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" تحریر ہے، اس کلمہ ہی کا پرچار کرنے والے داعیانِ توحید و رسالت کو بم سے اڑا دیا گیا —— اور چشم فلک نے اسی مینار پاکستان کے قرب و جوار میں ان حاملین کتاب و سنت کے جنازے اٹھتے دیکھے ہیں، تو ان مناسبتوں پر غور کر لو، یہ چند افراد کا بہیمانہ قتل ہی نہیں، قرارداد پاکستان سے بھی انحراف ہے۔ اس شہر کی آبرو پہ بھی حملہ ہے، مینار پاکستان سے بھی تمسخر ہے، اس ملک کی نظریاتی بنیادوں پر بھی تیشہ زنی ہے اور یوں ہر اُس عہد سے بھی عملاً روگردانی ہے کہ جو قیام پاکستان کے وقت ہر بچے بوڑھے، جوان، مرد و زن نے اپنے خالق و مالک اللہ ربُّ العزت سے کیا تھا کہ:

پاکستان کا مطلب کیا؛

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ!

—— اور اس عہد کی پاسداری ہی اس جماعت کا مشن ہے۔ لہٰذا یہ حرکت جس شقی القلب نے کی ہے، یہ ستم جس درندہ صفت نے ڈھایا ہے، یہ خون جس انسانی بھیڑیئے نے بہایا ہے، نہ صرف یہ کہ شہداء کے قتل اور مجروحین پر ظلم کا وبال اس کی گردن پر ہے بلکہ وہ پوری جماعت اہلِ حدیث اور اس کے مشن کا بھی قاتل ہے۔ اور مذکورہ بالا تمام جرائم بھی اس پر لاگو ہوتے ہیں —— اس لئے حکومت کو جہاں جماعت اہلِ حدیث پر اس ظلم و ستم کے ازالہ کیلئے مجرموں کو گرفتار کر کے، اسی مینار پاکستان کے نیچے، جہاں سے یہ جنازے اٹھے ہیں، جلد از جلد تختۂ دار پر لٹکانا ہوگا، وہاں اس ملک کی نظریاتی بنیادوں پر حملہ آور ہونے کے جرم، اور اس کے قیام کے وقت اللہ رب العزت سے کئے گئے عہد و پیمان کی توہین کے

ازالہ کے لیے اس ملک میں کتاب و سنت کی حکمرانی بھی قائم کرنا ہوگی، کہ صرف اسی صورت میں وہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتی ہے ـــــ لیکن اگر اس نے اپنے فرائض سے کوتاہی برتی، مجرم کیفرِ کردار کو نہ پہنچے اور بدستور یہاں ظلم و بربریت اور فساد و الحاد کی حکمرانی رہی تو وہ خود بھی ان جرائم میں برابر کی شریک ہوگی ـــــ چنانچہ قیامت جو بیت گئی سو بیت گئی، اب اسے یا تو اس قیامت کا انتظار کرنا ہوگا کہ جو اللہ ربّ العزت سے کیے گئے عہد و پیمان سے انحراف کرنے والی قوموں کا اس دنیا ہی میں مقدر بن جایا کرتی ہے، اور یا پھر اس قیامت کا کہ جو بہر حال آنے والی ہے ـــــ جس میں ہر شخص کو احکم الحاکمین کی عدالت میں کھڑے ہو کر اپنے اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا ہوگی اور مجرموں سے پورا پورا بدلہ لیا جائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ!" (السجدة: ۲۲)

"عنقریب ہم مجرموں سے بھرپور انتقام لینے والے ہیں!"

آج حالات کی ستم ظریفی سے جماعت اہلحدیث سے بڑھ کر کون واقف ہوگا؟ ـــــ ملت کا قافلہ جس ڈگر پہ چل نکلا ہے، اس کی ہولناکیوں کا اندازہ اس سے بڑھ کر اور کون کر سکتا ہے؟ ـــــ کتاب و سنت سے اعراض کے ساتھ ساتھ حاملینِ کتاب و سنت سے یہ سلوک؟ ذرا سوچئے کہ کس بات کی طرف واضح اشارہ اور کن عزائم کی نشاندہی کرتا ہے؟ ـــــ اعدائے اسلام نے کیا اپنے طرزِ عمل سے خود یہ ثابت نہیں کر دیا کہ کتاب و سنت اور توحید و رسالت کی واحد پاسبان یہی جماعت اہلِ حدیث ہے اور جب تک یہ موجود ہے وہ اپنے مذموم عزائم میں کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے؟ ـــــ تو پھر ہمارے یہ ہیرے کہ جو خاک و خون میں تڑپے ہیں، راہِ حق میں اپنی جانیں نچھاور کر کے سرخرو ہوئے ہیں، ان کی شہادت کے بعد ہمارا کام ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ پہلے سے کہیں زیادہ ذمہ داریاں ہم پر آن پڑی ہیں اور ہمیں پہلے سے کہیں زیادہ جدّ و جہد کرنا ہوگی ـــــ گویا:

ؔ آگ ہے، اولادِ ابراہیمؑ ہے، نمرود ہے
کیا پھر کسی کو، پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے؟

ـــــ اعلائے کلمۃ اللہ، کتاب و سنت کی عملداری، شرک و بدعت کا قلع قمع اور الحاد و بے راہروی

کی بیخ کنی ، ہمارا وہ مقدس مشن ہے کہ جس کی تکمیل کے لیئے ہمیں نہ صرف اپنے حصّے کا کام نپٹانا ہے ، بلکہ ان کے حصّے کا بھی کہ جو اس راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے اور انہیں مزید وقت نہ مل سکا ـــــ پھر اس ظلم و بربریت اور بہیمیت و درندگی کا بدلہ بھی ہمیں چکانا ہے لیکن یہ سب کچھ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اپنی صفوں میں مکمل اتحاد پیدا کریں ، کوئی رخنہ باقی نہ رہنے دیں اور دھڑے بندیوں کے چنگل سے آزاد ہو کر ایک منظم قوت کی حیثیت اختیار کر لیں ـــــ اس کسان کی کہانی بڑی سادہ مگر بڑی سبق آموز ہے جس نے مرتے وقت اپنے ہر دم لڑنے جھگڑنے والے بیٹوں کو لکڑی کی چند تیلیاں توڑنے کے لیئے دی تھیں اور ایک ایک کر کے یہ ساری تیلیاں انہوں نے توڑ ڈالی تھیں ـــــ لیکن جب ایسی ہی تیلیوں کا ایک گٹھا اس نے انہیں توڑنے کے لیئے دیا ، تو جہاں کسان کا مقصد پورا ہو گیا ، وہاں یہ بیٹے بھی انہیں توڑنے میں ناکام رہ کر اتحاد و اتفاق کی برکت کے قائل ہو گئے تھے ـــــ یاد رکھیے ، یہ تیلیاں اگر یونہی منتشر رہیں تو خدانخواستہ ، ایک ایک کر کے ایک کے بعد دیگرے ، ٹوٹتی ہی چلی جائیں گی ـــــ ہاں اگر ان کی سلامتی آپ کو عزیز ہے اور یقیناً عزیز ہونی بھی چاہیئے ، تو " اعتصام بحبل اللہ " کے ذریعے انہیں "عروۃ وثقیٰ" کی شکل دے دینا ہی وقت کا شدید ترین تقاضا ہے ـــــ مومن کی تو مثال ہی جسدِ واحد کی سی ہے ، کہ اگر اس کے کسی ایک حصہ کو تکلیف ہو تو پورا جسم بے قرار رہتا ہے ـــــ پھر کس قدر احمق ہے وہ انسان ، کہ جس کے جسم کے ایک حصہ کو گزند پہنچے ، تو وہ اسے کاٹ کر ہی پھینک دے ؟ ـــــ پس اگر کتاب و سنت پر ہمارا ایمان ہے ، اگر ہم صحیح معنوں میں مومن ہیں ، تو اتحاد و اتفاق کے سلسلے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہمیں بس کرتی ہیں ـــــ تو پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ جماعت اہلحدیث کے زعماء ، علمائے کرام اور دردمند اصحاب دل مل بیٹھیں اور آئندہ کے لیئے باہم شیر و شکر ہونے کا فیصلہ کر ڈالیں ؟ ـــــ اگر ایسا ہو گیا تو زہے نصیب ، چنانچہ یہی وہ واحد صورت ہے کہ جس سے نہ صرف جماعت اہل حدیث کو پہنچنے والے اس تازہ زخم اور پرانے زخموں کو بھی کسی حد تک مندمل کیا جا سکتا ہے ، بلکہ یہی اس کے مشن کی تکمیل کی ضمانت بھی ہے ـــــ لہٰذا من حیث الجماعت اور من حیث العقائد بھی ، اس کی سلامتی کی واحد راہ اتفاق و اتحاد ہے ـــــ لیکن خدانخواستہ اگر ایسا

نہ ہو سکا ـــــ اور اہل حدیثو! یہ اتنا بڑا حادثہ بھی تمہیں متفق و متحد نہ کر سکا تو یقین کر لینا کہ یہ حادثہ اس حادثہ سے کہیں بڑا ہو گا کہ جماعت حال ہی میں جس کا شکار ہوئی ہے، اور شاید یہ اس دور کا بھی سب سے بڑا المیہ ہو گا ـــــ العیاذ باللہ ـــــ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی ـــــ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ!

(اکرام اللہ ساجد)

سانحہ لاہور کے شہداء کے پس ماندگان اور مجروحین کے لئے امداد

بیرا خاندان کے سعودی عرب میں مقیم پاکستانی حضرات، مولانا عبدالمالک مجاہد کیلانی، ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی، مولانا محمد اقبال کیلانی اور مولانا خالد محمود کیلانی نے سانحہ لاہور کے شہداء کے پس ماندگان اور مجروحین کے لئے مبلغ ایک لاکھ اٹھارہ ہزار (۱۱۸۰۰۰) روپے کا ڈرافٹ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کے نام روانہ کیا ہے۔ ۸ اپریل ۱۹۸۷ء کو کیلانی صاحب کی رہائش گاہ واقع "وسن پورہ لاہور" میں ایک مشاورتی کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ جس میں طے پایا کہ کمیٹی کے درج ذیل اراکین، شہدائے لاہور کے پس ماندگان اور مجروحین سے ملاقات کریں گے اور یہ رقم انہیں بذریعہ چیک تقسیم کریں گے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی	حافظ عبدالرحمٰن مدنی
پروفیسر حافظ محمد سعید	پروفیسر ظفر اقبال ملک
محمد یحییٰ صاحب مجاہد	راقم الحروف اکرام اللہ ساجد کیلانی